Digitized By Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ
فون: ۴۴۹
ایڈیٹر: نسیم سیفی
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴
جلد ۷۴/۳۹ | جمعرات ۱۷ جمادی الثانی ۱۴۰۹ھ ۲۶ صلح ۱۳۶۸ہش ۲۶ جنوری ۱۹۸۹ء | نمبر ۲۳

ہم کامل یقین رکھتے ہیں کہ ہمارا خدا ہمیں کبھی نہیں چھوڑیگا

قائدِاعظم بااصول، سچے اور قوم کے ہمدرد تھے

چھوٹی چھوٹی تبدیلیوں سے لمبی توقعات وابستہ نہ کریں

بیت الفضل لندن میں حضرت مرزا طاہر احمد صاحب امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ کے خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۰ جنوری ۱۹۸۹ء کا خلاصہ

حضور پُرنور نے فرمایا! پاکستان سے کچھ عرصہ سے پھر جماعت سے متعلق پریشان کن خبریں موصول ہو رہی ہیں ۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جماعت کے معاندین نے اپنی کوششوں کو پہلے سے بہت تیز کر دیا ہے ۔ مظالم کی خبریں بھی مل رہی ہیں ۔ اور بعض علاقوں میں ہمارے سیاستدان بھی اس صورتِ حال سے استفادہ کرنے کی کوشش کر رہے ہیں ۔

حضور نے فرمایا بدقسمتی سے ہماری سیاست کو ماضی سے سبق لینا نہیں آتا ۔ اور ایسے تاریخی واقعات جو بارہا دہرائے جا چکے ہوں وہ بھی ہمارے سیاستدان کو دکھائی نہیں دیتے ۔ اس لیے ابھی حالات میں کچھ ایسی پیچیدگیاں ہیں کہ ہمیں دعاؤں سے غافل نہیں رہنا چاہیئے ۔ تیسری دنیا کی سیاست میں بالعموم یہ غلط رجحان پایا جاتا ہے ۔ کہ وہ خود غرض ہے اور بسا اوقات اصولوں کے سودے بھی کر لیتی ہے ۔ آپ کو سیاست میں کہیں بھی اعلیٰ اخلاقی اقدار دکھائی نہیں دیں گی اس لیے جو چیز جہاں مل نہیں سکتی وہاں اس کی توقع نہیں رکھنی چاہیئے ۔

حضور نے فرمایا مغربی ترقی یافتہ ممالک میں کبھی اصولوں کی سودے بازی نہیں کی جاتی اور سیاسی رہنما طاقت میں ہوتے ہوئے بھی حکومت سے علیحدگی اختیار کر لیتے ہیں ۔ مگر کسی قیمت پر بھی اصولوں کے سودے نہیں کرتے ۔ مگر یہ نظارے سوائے ایک تاریخی واقعہ کے آپ کو مشرق میں دکھائی نہیں دیں گے جب سیاست کے میدان میں ایک ایسا روشنی کا سورج ابھرا تھا جو سیاستدان نہیں تھا ۔ لیکن ایک بااصول اور سچا اور قوم کا ہمدرد انسان تھا ۔ یعنی قائداعظم

حضور نے فرمایا مغربی ناقدین کو نہرو کے مقابل پر ان میں بہت سی خامیاں دکھائی دیتی ہیں ۔ وہ سمجھتے ہیں کہ اچھا سیاستدان ہوتا تو نرمی اختیار کرتا لیکن یہ کیسا سیاستدان ہے کہ جس کی اتنی عزت کی جاتی ہے ۔ اور اس کے باوجود جہاں کہیں بھی سیاست کی آزمائش ہوئی وہاں اس نے اپنے اصولوں کے مقابل پر وقتی مفاد کو ٹھکرا دیا اور کسی قسم کی نرمی نہیں دکھائی ۔ مگر ان کا یہ تجزیہ بالکل غلط ہے ۔

حضور نے فرمایا قائداعظم اتنے بااصول انسان تھے کہ انکی زندگی میں ایک موقعہ ایسا بھی آیا جب انہوں نے سیاست سے کلیتہً کنارہ کشی اختیار کر لی اور انگلستان میں آکر بیٹھ گئے تو حضرت فضلِ عمر کی نظر نے دیکھا کہ مسلمانوں کے لیے نجات کی راہ قائداعظم کے پیچھے چل کر ہی مل سکتی ہے ۔ اور محمد علی جناح ہی سے آج ہندوستان کے مسلمانوں کا مفاد وابستہ ہے ۔ تب حضرت فضل عمر نے مولانا درد صاحب سے کہا کہ محمد علی جناح سے جا کر ملیں اور اُن کو بتائیں کہ مسلمانوں کی زندگی اور موت کا سوال ہے آپکی کامیابی یا ناکامی اس کے مقابل پر کوئی حیثیت نہیں رکھتی چنانچہ آپ واپس آئیں اور دوبارہ مسلمانوں کی قیادت کو اپنے ہاتھ میں سنبھالیں ۔ قائداعظم کا ردّ عمل شروع میں تو بہت سخت تھا لیکن بااصول انسان جب بات کو سمجھ جاتا ہے تو پھر نرمی بھی اختیار کرتا ہے بالآخر جب قائداعظم نے یہ سمجھ لیا کہ ان کا مؤقف واقعۃً درست ہے ۔ تو انہوں نے اسی وقت یہ فیصلہ کر لیا اور اس کے بعد سے وہ کبھی پیچھے نہیں ہٹے ۔ تاریخ دان اس بات کو مستند کتابوں میں لکھ چکے ہیں ۔ قائداعظم نے خود اس بات کا اقرار کیا کہ زندگی کے ایسے اہم موڑ پر مجھے سیدھی راہ دکھانے والا بیت الفضل لندن کا امام تھا ۔ یہ وہ فرق ہے جو مغربی آنکھ نے نہیں دیکھا ۔ اور باتوں کو چھوڑ دیں تو یہ ایک واقعہ ہی ہمیشہ کیلئے قائداعظم سے اس الزام کو دھونے

(باقی صہ ۸ پر)

اخبارِ احمدیہ

خصوصی درخواستِ دُعا

مکرمہ رعنا صاحبہ بنت مکرم نواب مسعود احمد خان صاحب جو ہمارے واقفِ زندگی ٹیچر مکرم ملک خالد احمد ظفر ابن مکرم عمر علی صاحب کھوکھر آف ملتان کی اہلیہ محترمہ ہیں ۔ ایک عرصے سے شدید بیمار ہیں ۔ اب حالت نازک ہے ۔ احبابِ کرام سے درخواست ہے کہ مکرمہ موصوفہ کیلئے خصوصی توجہ اور دردِ دل کے ساتھ دعا کریں مولا کریم محض اپنے فضل و کرم سے علاج کو کامیابی کا حکم دے ۔ دواؤں میں اثر رکھ دے اور معجزانہ طور پر شفایابی عطا کرے ۔

• مکرم و محترم ثاقب زیروی صاحب مدیر ہفتہ وار "لاہور" کی صحت چند دن سے ناساز ہے ۔ احباب کرام سے درخواست ہے کہ سلسلہ کیلئے اس مفید وجود اور مخلص خادم سلسلہ کیلئے دعا کریں ۔ اللہ تعالےٰ آپ کو صحت و تندرستی عطا کرے ۔ عمر دراز سے نوازے ۔ اور اپنے فضل و رحم سے آپکا حامی و ناصر ہو ۔

مکرم سید مبشر حسین صاحب خوشنویس کے گردہ میں پتھری کا اپریشن فضل عمر ہسپتال میں کامیاب طور پر ہو گیا ہے ۔ احباب سے ان کی کامل شفایابی کے لئے دعا کی درخواست ہے ۔ اللہ تعالےٰ اپریشن کے بعد کی پیچیدگیوں سے محفوظ رکھے ۔

• مکرم محمود انور صاحب خوشنویس الفضل بلڈ پریشر میں کمی اور انفیکشن کی وجہ سے بیمار ہیں ۔ احباب کرام سے موصوف کی صحتیابی کے لیے دعا کی درخواست ہے ۔

ایک بشارت

ابدال وہ لوگ ہوتے ہیں جو اپنے اندر پاک تبدیلی کرتے ہیں اور اس تبدیلی کی وجہ سے ان کے قلب گناہ کی تاریکی اور زنگ سے صاف ہو جاتے ہیں ۔ شیطان کی حکومت کا استیصال ہو کر اللہ تعالیٰ کا عرش ان کے دل پر ہوتا ہے پھر وہ روح القدس سے قوت پاتے اور خدا تعالیٰ سے فیض پاتے ہیں ۔ تم لوگوں کو بشارت دیتا ہوں کہ تم میں جو اپنے اندر تبدیلی کرے گا وہ ابدال ہے ۔

(حضرت اقدس)

Digitized By Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ
پبلشر: مسعود احمد پرنٹر: قاضی منیر احمد مطبع: ضیاء الاسلام پریس ربوہ
مقامِ اشاعت: دار النصر غربی ربوہ قیمت: ایک روپیہ پچاس پیسے

۲۶ صلح ۱۳۶۸ ہش ۲۶ جنوری ۱۹۸۹ء

سوچ سے کام لیں

ہمارے تعلیم الاسلام کالج ربوہ کی یہ اس وقت کی بات ہے جب یہ کالج ابھی گورنمنٹ تعلیم الاسلام کالج نہیں بنا تھا) کے ایک پرنسپل صاحب تھے۔ چلو آپ کو بتا ہی دیتے ہیں وہ کون تھے۔ وہ تھے حضرت مرزا ناصر احمد صاحب جو بعد میں قدرت ثانیہ کے تیسرے مظہر بنے نے ایک دفعہ بتایا کہ جب انہوں نے دیکھا کہ طالب علم رات کو جلدی سوتے نہیں اور بعض اوقات شرارتوں میں ملوث ہو جاتے ہیں تو آپ نے فیصلہ فرمایا کہ تمام طالبعلم جو بورڈنگ میں قیام پذیر تھے اور جن کا ذکر ہو رہا ہے شام کے وقت بھی دوڑ لگایا کریں۔ لوگ تو صبح کے وقت دوڑتے ہیں۔ یہ شام کو کیوں؟ بات یہ ہے کہ اس شام کی دوڑ سے وہ اتنے تھک جاتے تھے کہ اس تھکان کی وجہ سے جلدی سونا پڑتا تھا۔ اور شرارت کا موقع ہی نہیں ملتا تھا۔ محترم پرنسپل صاحب فرمانے لگے کہ اس کے بعد کبھی اس شکایت کا موقع پیدا نہیں ہوا کہ لڑکے دیر تک جاگتے ہوں اور شرارتیں کرتے ہوں۔ ہم نے اس واقعہ کا اس لئے ذکر کیا ہے۔ کہ تعلیمی ادارے صرف ایک گھسے پٹے طریق پر کام کرنے سے نہیں چل سکتے ان کے بدلتے ہوئے حالات کے لئے ادارے کے مہتمم کو ہر وقت چوکس رہنے کی ضرورت ہے اور نئے سے نئے حالات کے لئے نئے سے نئے فیصلے کرنے کی ضرورت ہے۔

اگر ہمارے ہیڈ ماسٹر صاحبان اور پرنسپل صاحبان اور یونیورسٹیوں کے وائس چانسلر صاحبان حاضر دماغی سے کام لیں۔ آنکھیں کھول کے رکھیں۔ طالبعلموں کے حالات و واقعات پر گہری نظر رکھیں تو یقیناً وہ ان کی راہنمائی میں بھی خاص حد تک کامیابی حاصل کر سکتے ہیں۔ اور یہی کامیابی وہ سہرا ہے جو ان کے سر بندھنا چاہیئے۔ ان کی اپنی قابلیت۔ دانشوری کی دھوم۔ اور شعر و ادب میں مقام اپنی جگہ لیکن ان کی سب سے پہلی ذمہ داری طالب علموں کو صحیح خطوط پر تعلیم دینے کے انتظامات اور ان کے رجحانات اور ان کی استعدادوں سے صحیح طور پر کام لینا ہے اگر وہ اس میں کامیاب نہیں ہیں تو وہ چاہے کتنا ہی بڑا نام رکھتے ہوں وہ ان عہدوں پر فائز رہ کر قوم کی کوئی خدمت نہیں کر رہے۔

کاش ہمارے سربراہان ادارہ جات سوچ سے کام لیں۔ بہت سے تو لیتے بھی ہیں۔ جو نہیں لیتے ان سے گذارش ہے۔ اور وہ بھی معذرت کے ساتھ۔

قافلہ ہے احمدیت کا رواں
چشمِ حیرت دیکھتی ہے یہ سماں
گر گئی دیوار ہر اک راہ کی
ریزہ ریزہ ہو گئے کوہِ گراں

—— ابو الاقبال

◎ ◎ ◎

جوابِ کشمکشِ موجِ آب کیا دے گا
بجز سراب حقیقت حباب کیا دے گا

جو لاجواب ہو اُس کا جواب کیا دے گا
یہ تیرا رنگ یہ خوشبو گلاب کیا دے گا

فریبِ زیست ہی کھاتا رہا ہوں ساری عمر
مری نگاہ کو دھوکا سراب کیا دے گا

خوشی محال ہے جب دل ہو وقفِ محرومی
مرے جہان کو نور آفتاب کیا دے گا

ہر ایک اہلِ بصیرت ہے تشنگی سے نڈھال
جو خود ہی ریت کا دریا ہو آب کیا دے گا

ہر ایک خواہشِ دل ہے پیامِ بے چینی
سکون مجھے دلِ حسرت مآب کیا دے گا

مری نظر سے عیاں ہے مری حکایتِ غم
وہ اس کھلے ہوئے خط کا جواب کیا دے گا

ہے اُنکے جلوۂ رُخ سے نقاب کی زینت
جمالِ یار کو رونق نقاب کیا دے گا

نہ رکھ کچھ اِس سے توقع یہ بت ہے پتھر کا
جو بات سُن نہیں سکتا جواب کیا دے گا

غریقِ بحرِ معاصی رہا جو ساری عمر
بروزِ حشر خدا کو جواب کیا دے گا

تو بخش دے کہ سزا دے مرے رحیم و غفور
یہ تیرا بندۂ عاصی حساب کیا دے گا

کوئی فہیم ہی دے گا مرے کلام کی داد
وہ جس کا جام ہو خالی شراب کیا دے گا

جو انقلاب کی آغوش میں پلے ہوں سلیم
انہیں شکست کوئی انقلاب کیا دیگا

(سلیم شاہجہانپوری)

Digitized By Khilafat Library Rabwah

ترقی کا زینہ

قسط اول

"ابتلاء کے وقت ابتلاء کی طرف نہیں دیکھنا چاہیئے بلکہ اپنے نفس کو دیکھنا چاہیئے اگر تمہارا نفس مطمئن ہے۔ اگر تمہیں کوئی نقص اور کمزوری نہیں پیدا ہوئی تو خوش ہو کہ تمہاری ترقی کا وقت آگیا!"

(حضرت فضل عمرؓ)

انسانی زندگی کا دور نہایت ہی محدود ہے اور اتنا محدود ہے کہ کائنات زمانہ کی وسعت پر نظر ڈالتے ہوئے انسانی زندگی کو سمندر کے حباب کی طرح بھی قرار نہیں دے سکتے۔ ایک وسیع سمندر میں جو حباب پیدا ہوتا ہے اور سمندر کے ساتھ جو نسبت اس کی ہوتی ہے اتنی نسبت بھی انسانی زندگی کو کائنات کی وسعت کے ساتھ نہیں ہے۔ پھر ایسے محدود دور کے لئے جو انعامات اللہ تعالےٰ نے مقرر کئے ہیں ان کو دیکھ کر انسان حیران رہ جاتا ہے کہ کیسی رحیم و کریم وہ ذات ہے جس نے ہمیں پیدا کیا اور جو ہم پر انعامات کرتی ہے۔

زیادہ سے زیادہ ہمارے زمانہ کی عمریں جو دیکھی جاتی ہیں ان کے متعلق ہم کہتے ہیں پہلے زمانہ میں اس سے بڑی تھیں یا چھوٹی۔ اور آئندہ بڑی ہوں گی یا چھوٹی یہ خدا تعالےٰ جانتا ہے۔ ہمارے زمانہ میں لوگوں کی عمریں پچاس ساٹھ ستر اور زیادہ سے زیادہ سو سوا سو سال ہوتی ہیں لیکن اگر ڈیڑھ سو سال بھی عمر مان لی جائے جو شاذ و نادر ہی ہوتی ہے۔ اور ایک صدی میں ایک یا دو انسان اس عمر کو پہنچتے ہیں۔ تو بھی اس میں سے پچاس سال سونے میں گذر جاتے ہیں۔ پھر اگر اس میں سے نابالغی کا زمانہ نکال دو تو اور بھی کم رہ جاتی ہے۔ پھر کھانے پینے پیشاب پاخانہ کرنے میں جو وقت صرف ہوتا ہے وہ نکال دیا جائے تو اور کمی ہو جاتی ہے۔ پھر انسان لغو باتوں میں جو وقت ضائع کرتے ہیں وہ نکال دیا جائے تو عمر اور بھی کم ہو جاتی ہے۔ اور اگر اوسط عمر ۷۰۔ ۸۰ سال فرض کر لی جائے تب بھی اس عمر کے انسان کے کام کا زمانہ دس پندرہ یا بیس سال سے زیادہ نہیں بنتا۔ یہ ایسا زمانہ ہے جس میں انسان کچھ کام کرتا ہے۔ اس کام کے بدلے میں خدا تعالےٰ کی طرف سے کیا انعام مقرر کیا گیا ہے۔ اس کو نہایت مختصر الفاظ میں قرآن کریم نے اس طرح بیان کیا ہے کہ ......

باغ ہوں گے جن کے رہنے والے بھی ہمیشہ رہیں گے اور باغ بھی ہمیشہ اور انکے پھل بھی ہمیشہ رہیں گے۔ پھر فرمایا ...... ایسا انعام ہو گا جو کبھی نہیں کاٹا جائے گا۔ کوئی وقت ایسا نہیں آئے گا جب یہ کہہ دیا جائے کہ اب انعام کافی مل گیا ہے بلکہ ہمیشہ ہمیش انعام ملتا رہے گا۔ گویا اس جہان میں انسان خدا کا ظل ہو جائے گا کیونکہ جس طرح اللہ تعالےٰ پر فنا نہیں اسی طرح ایک رنگ میں اس انسان پر بھی فنا نہیں ہو گی۔ گو اصلی ذات خدا تعالےٰ ہی کی ہے جسے بقا حاصل ہے مگر انسان کو بھی ایک شکل بقا کی حاصل ہو جائے گی اور انسان خدا میں ہو کر رہے گا۔ مگر خیال تو کرو کہ ایسا انعام کس کام کے نتیجہ میں ملتا ہے۔ اسی کام کے نتیجہ میں جو دس پندرہ بیس سال کے قلیل عرصہ میں کیا جائے گا۔ پھر کیا یہ سارے سال خدا کے لئے خرچ کئے جاتے ہیں۔ شاذ و نادر ہی لوگوں کے سوا باقی سب لوگوں کے بہت سے اوقات لغو باتوں میں خرچ ہوتے ہیں۔ عبادتوں یا خدا کے دین کی خدمت کا وقت دو یا تین گھنٹے دن میں بنتا ہے۔ اس طرح کام کرنے کا جز اور بھی قلیل رہ جاتا ہے اور جتنا عرصہ کام کرنا تھا وہ بھی سارے کا سارا انسان دین میں نہیں لگاتا مگر دیکھو۔ اس آٹھ دس سال کے کام کے بدلے میں ایسی عظیم الشان برکات حاصل ہوں گی کہ جن کا کبھی خاتمہ ہی نہ ہو گا۔ حتّٰی کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ انسان کے وہم میں بھی اس جنت کا نقشہ نہیں آ سکتا۔ زمانہ کی وسعت کے لحاظ سے تو اس کے متعلق یہ ہے کہ جنت ہے نہ کٹنے اور نہ ختم ہونے والا انعام ہے اور انعام کی وسعت کے لحاظ سے یہ ہے کہ اس میں اتنی وسعت اور اتنی انواع ہیں کہ انسان کو ان کا پتہ ہی نہیں لگ سکتا۔ کیونکہ انسان کی نظر دنیا کی نعمتوں تک ہی پہنچتی ہے اور دنیا کی نعمتوں کو جنت کی نعمتوں سے کچھ نسبت نہیں۔

اتنے بڑے اور ایسے عظیم الشان انعام اتنے قلیل زمانہ کی خدمات کے بدلے ملتے ہیں ذرا غور تو کرو کیا قربانی ہے جو ان انعامات کے لئے انسان کرتا ہے۔ دنیا کے کاموں پر ہی نظر کرو۔ ایک انسان پندرہ سولہ سال پڑھتا ہے دن رات محنت کرتا ہے اور اتنے سال کی محنت کے بعد اسکی عمر پچیس تیس سال تک پہنچ جاتی ہے۔ اس کی ساری عمر اگر ساٹھ سال قرار دی جائے تو گویا وہ تیس سال کی عمر میں فائدہ اٹھانے کے لئے پچیس تیس سال محنت کرتا ہے اور پھر اتنا عرصہ پڑھنے کے بعد بھی مال و دولت خود بخود اس کے گھر میں نہیں آ جائے گا اور وہ محنت جو اس نے پڑھنے میں کی وہ کافی نہ ہو گی بلکہ پھر بھی اسے محنت کرنی پڑے گی۔ پس ایک انسان اپنی عمر کے پندرہ سولہ سال آئندہ تیس چالیس سال کے لئے خرچ کرتا ہے پھر وہ انعام جس کی وسعت کا کوئی اندازہ نہیں لگایا جا سکتا اور جس کے زمانہ کی کوئی حد بندی نہیں کر سکتا اس کے لئے جس قدر بھی قربانی کی جائے کم ہے۔ لیکن عام طور پر چونکہ لوگوں کو اس انعام پر یقین نہیں ہوتا اس لئے اس کے واسطے وقت صرف نہیں کرتے۔ اور اگر کرتے بھی ہیں تو اس شوق سے نہیں جس شوق سے دنیاوی امور کے لئے عمر ضائع کرتے ہیں۔ ضائع میں اس لئے کہتا ہوں کہ عمر ختم ہو جانے والی چیز ہے۔ اور جن دنیاوی باتوں کے لئے عمر خرچ کی جاتی ہے وہ بھی عارضی اور چند روزہ ہیں۔ تو جس انعام کے لئے بہترین حصہ عمر خرچ کرتے ہیں وہ چونکہ نظر آتا ہے اس لئے اس میں تو بڑے شوق سے لگے رہتے ہیں لیکن دوسرے جہان میں ملنے والا انعام نہ انہیں نظر آتا ہے اور نہ اس پر انہیں یقین ہوتا ہے اس لئے اس کے لئے کچھ نہیں کرتے۔ کسی طالب علم کو اگر یہ کہا جائے کہ دیکھو تمہاری پچاس سال عمر ہو گی اس میں سے کچھ تمہارے بچپن کا زمانہ گذر گیا اور پندرہ سولہ سال تک تم پڑھتے رہو گے۔ اس طرح پچیس تیس سال عمر تک تم پڑھائی میں مشغول رہو گے۔ اس کے بعد کہیں جا کر فائدہ اٹھاؤ گے۔ اس لئے بہتر ہے کہ پڑھنا چھوڑ دو تو وہ کبھی یہ مشورہ قبول نہیں کرے گا اور یہ کہنے والے کو نادان سمجھے گا۔ لیکن تعجب آتا ہے کہ اس انعام کے لئے جس کا کبھی خاتمہ نہیں اور جس کی وسعت کا اندازہ نہیں۔ اس کے لئے لوگ تیاری نہیں کرتے۔

یہ جتنی خرابی پیدا ہوتی ہے عدم یقین کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے۔ انسان حقیقی طور پر سمجھتا ہی نہیں کہ مرنے کے بعد بھی وہ اٹھایا جائے گا۔ اور جو لوگ یہ مانتے ہیں وہ بھی رسمی عقیدہ کے طور پر مانتے ہیں یقینی طور پر نہیں مانتے۔ اور یقین اور عقیدہ میں بڑا فرق ہے۔ عقیدہ کے متعلق تو عام طور پر یہ ہوتا ہے۔ اس کے متعلق غور کرنا بھی ناجائز سمجھتے ہیں۔ ورنہ جب لوگ معمولی معمولی باتوں کے لئے قربانی کرنے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں تو کیوں خدا تعالیٰ کے لئے قربانی کرنے کو تیار نہیں ہوتے۔

اس کی وجہ یہی ہے کہ دنیوی باتوں کا انہیں حقیقی یقین ہوتا ہے۔ مگر خدا تعالیٰ کی باتوں کو صرف "عقیدۃً" مانتے ہیں۔ ان پر یقین نہیں رکھتے۔ ماں باپ سے انہوں نے سنا ہوتا ہے کہ خدا تعالےٰ ہے۔ اس لئے وہ بھی کہتے ہیں کہ خدا ہے ماں باپ سے سنا ہوتا ہے کہ مرنے کے بعد اٹھنا ہے اس لئے وہ بھی کہتے ہیں اٹھنا ہے ماں باپ سے سنا ہوتا ہے کہ بدیوں کے نتیجہ میں سزا ملے گی۔ اس لئے وہ بھی مانتے ہیں۔ اور گو زبان سے اس بات کا اقرار کرتے ہیں مگر ان کی عقل اندر سے انکار کر رہی ہوتی اور چونکہ عقیدہ کے طور پر مانتے ہیں۔ اس لئے عقیدت کی وجہ سے غور نہیں کرتے۔ اور ڈرتے ہیں کہ اگر غور کیا تو ممکن ہے غلط نکل آئے۔ ایسا کچا اور بودا عقیدہ ان کا ہوتا ہے۔ چنانچہ ہمارے آدمی جب کئی لوگوں کے پاس جاتے ہیں اور انہیں سمجھانے لگتے ہیں۔ تو وہ کہتے ہیں کہ ہم تمہاری باتیں نہیں سننا چاہتے تاکہ ہمارا ایمان خراب نہ ہو جائے۔ حالانکہ اگر ان میں فی الواقع ایمان ہوتا ہے۔ تو اس کے خراب ہونے کے کیا معنے۔ کبھی ایمان بھی خراب ہوا کرتا ہے۔ بات اصل میں یہ ہے کہ وہ جن باتوں کو مانتے ہیں صرف زبان سے مانتے ہیں۔ ان کے دلائل ان کے پاس نہیں ہوتے۔ اور انہیں ڈر ہوتا ہے کہ اگر ان کے خلاف دلائل سنے تو یہ چھوڑنی پڑیں گی۔ اس لئے وہ سنتے ہی نہیں۔ اور کہتے ہیں کہ سننے سے ہمارا ایمان خراب ہو جاتا ہے۔ حالانکہ ایمان تو وہ چیز ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جب کسی میں ایمان پیدا ہو جائے۔ تو ایمان کی ادنیٰ بشاشت یہ ہے کہ وہ آگ میں پڑنا تو پسند کرے گا۔ لیکن ایمان نہیں چھوڑے گا۔ یہ ادنیٰ درجہ ہے ایمان کا۔ ان لوگوں میں ایمان ہی کہاں ہوتا ہے جو کہتے ہیں خراب ہو جاتا ہے۔

Digitized By Khilafat Library Rabwah

بقیہ : خلاصہ خطبہ جمعہ

کیلئے کافی ہے۔

حضور نے فرمایا وہ ایک ایسا بے خوف با اصول اور بامراد راہنما تھا کہ کامیابی جس کے قدم چومتی تھی اور باوجود اس کے کہ وہ کامیابی کے حصول کیلئے اصول چھوڑ کر جھکنا نہیں جانتا تھا۔ چنانچہ اس زمانہ میں جبکہ پاکستان کا قیام اتنی اہمیت رکھتا تھا اور ساری قوم کی کامیابی و ناکامی کا سوال تھا ایسے موقع پر خدا تعالیٰ کی طرف سے قائداعظم کی ایک بہت بڑی آزمائش ہوئی اور دراصل اس پر پورا اترنا ہی ان کی زندگی کو بامراد کرنے کا فیصلہ کر گیا۔ تمام ہندوستان میں سوائے جماعت احمدیہ کے تمام مذہبی جماعتیں قائداعظم اور پاکستان کی مخالف تھیں لیکن اس ایک بات پر وہ جماعتیں اپنا مؤقف بدلنے پر آمادہ تھیں کہ اگر آپ مسلمانوں میں سے احمدیوں کو نکال دیں اور ان کی غیر مسلم حیثیت تسلیم کرتے ہوئے ان کو مسلم لیگ سے خارج کر دیں تو ہم اپنا تمام عمر کا سیاسی مؤقف تبدیل کر کے آپ کے پیچھے لگنے کیلئے تیار ہیں لیکن قائداعظم نے انتہائی دباؤ کے باوجود ان کی اس بات کو قبول نہیں کیا انہوں نے کہا کہ جو شخص اپنے آپکو مسلمان کہتا ہے اس کا حق ہے کہ وہ بحیثیت مسلمان، مسلمانوں کی سیاست میں حصہ لے۔ جو شخص اپنے منہ سے اپنے اسلام کا انکار کرتا ہے اس کا کوئی حق نہیں کہ وہ ہمارے ساتھ شامل ہو۔ چنانچہ انہوں نے احمدیوں کی ممبر شپ روکنے کی بجائے باقاعدہ ایک تاریخی فیصلے کے ذریعے یہ اعلان کیا کہ ہر احمدی مسلم لیگ کا ممبر بن سکتا ہے اور اس کے نتیجے میں اگر دوسری تمام مذہبی جماعتیں ناراض ہو کر مسلم لیگ کی ممبر شپ سے الگ ہوتی ہیں تو ہوتی رہیں۔ یہ وہ اصولی فیصلہ تھا جو خدا کو پسند آیا اور جس کے نتیجے میں دراصل قائداعظم کامیاب ہوئے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ اسی فیصلے کی برکت تھی کہ ایک عظیم انقلاب رونما ہونا شروع ہوا۔ جس نے حالات کی کایا پلٹ دی۔ دیکھتے ہی دیکھتے وہ بڑے بڑے علماء جو قائداعظم کو رد کر چکے تھے، ان کے پلیٹ فارم ان کے قدموں تلے سے کھسکنے شروع ہو گئے اور قائداعظم کے قدموں کی طرف بڑھنے لگے۔ یہاں تک کہ ایسا ریلا آیا کہ جسمیں یہ علماء ہواؤں میں لٹکے ہوئے رہ گئے۔ اور ان کے نیچے کی تمام زمین نکل گئی۔ یہ وہ اصول کی بات ہے جو بدقسمتی سے آج تک ہمارے سیاستدان نے نہیں سیکھی۔

حضور نے فرمایا اس وقت پاکستان میں جو صورتحال ہے اس میں بھی اس قسم کی بعض باتیں ہیں جن کے فیصلے ہونے والے ہیں۔ احمدیت کے مخالف علماء ہمیشہ دھمکیاں دیکر سیاستدان کو مرعوب کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ تم ایک چھوٹی سی جماعت کو مردود قرار دے دو۔ جہاں تک اکثریت کا تعلق ہے وہ تمہارے ساتھ رہیگی اور ساری قوم میں تمہاری مقبولیت ہو گی مگر یہ بات وہ بیچ میں سے چھپا جاتے ہیں کہ دنیا کی کسی بھی اکثریت کو یہ حق نہیں ہے کہ انصاف پر تبر رکھ سکے۔ جمہوریت کا مقصد تو انصاف کا قیام ہے۔ اس کی طاقت کو استعمال کر کے انصاف کی اور اصولوں کی قربانی نہیں دی جا سکتی۔

حضور نے فرمایا جہاں تک موجودہ حکومت کی سیاسی پارٹی کا تعلق ہے، ان میں سے بھاری اکثریت ایسی ہے جو بدنیت نہیں ہے۔ انہوں نے عوام سے یہ وعدہ کیا تھا کہ ہم سیکولرازم کے نام پر آرہے ہیں اور ان کے منشور میں یہ بات داخل تھی۔ لیکن جب سیاسی دباؤ بڑھنے شروع ہوں تو اس وقت اصولوں پر قائم رہنے کی طاقت کا امتحان ہوا کرتا ہے اور آج اسی امتحان کا فیصلہ ہونے والا ہے۔

حضور نے فرمایا میرے نزدیک وہ سیاستدان جو اصولوں کے سودوں پر تیار نہ ہوں بہت کم ہیں۔ بھاری اکثریت ان کی ہے جن کی زبان ہوا کی تائید میں تو چلا کرتی ہے، ہوا کے مخالف نہیں چلا کرتی۔ اس لحاظ سے ہمارے ملک میں سیاسی عدم استحکام ہمیشہ رہا۔ اور قائداعظم کے بعد بدنصیبی سے قوم نے پھر کبھی با اصول سیاستدان کا منہ نہیں دیکھا۔ ان حالات کی وجہ سے کچھ خطرات دکھائی دیتے ہیں۔ جہاں تک جماعت کا تعلق ہے، اصول کی خاطر ہم نے خود سیاست سے کنارہ کشی اختیار کر رکھی ہے اور وہ ووٹ اور وہ سکے جن کی سیاستدان کی نظر میں قدر ہوا کرتی ہے وہ ہمارے پاس نہیں ہیں۔ اس لئے سوائے اس کے کہ کوئی سیاستدان عظیم کردار کا مالک ہو، با اصول ہو اور قوم کی آخری فلاح کی طرف اس کی نظر ہو، حالات سدھرنے یا سدھرے رہنے کی اور کوئی امید نہیں ہے۔

حضور نے فرمایا۔ اس وقت مجھے حکومت کی پارٹی کے اندر تین قسم کے سیاستدان دکھائی دے رہے ہیں۔ ایک وہ ہیں جن کو جماعت سے ہمدردی ہے جو با اصول تو ہیں لیکن اپنے اصولوں کی حفاظت کی طاقت نہیں رکھتے۔ وہ بے چین ہیں، وہ دیکھ رہے ہیں کہ کیا ہو رہا ہے لیکن ان کی کچھ پیش نہیں جاتی۔ ایک طبقہ وہ ہے جو ذاتی طور پر شریف النفس ہے لیکن جماعت سے ویسے کوئی ہمدردی نہیں رکھتا اور اصولوں پر قائم رہنے کا بھی کوئی خاص تجربہ یا سلیقہ اس کو نہیں ہے۔

حضور نے فرمایا کہ آگے لگنے والے سیاستدان تو بکثرت ہمیں نظر آرہے ہیں لیکن قوم کو پیچھے لگانے والے وہ سیاستدان جو اصولوں کے پابند ہوں اور عظیم حوصلوں اور عظمتوں کے مالک ہوتے ہیں ان کا فقدان ہے اور یہی بحران ہے جس نے پاکستان کی سیاست کو تباہ کر کے رکھ دیا ہے تو پھر ایسے طبقے سے بھلا کیا توقع رکھی جا سکتی ہے۔

حضور نے فرمایا، تیسرا معمولی طبقہ ایسا بھی ہے جو احراری مزاج ہے اور وہ پیپلز پارٹی میں داخل ہے وہ ایسے موقع پر باہر کی آواز کو بڑھا چڑھا کر اندر پہنچاتا ہے اور وہ لوگ جو با اصول، لیکن کمزور سیاستدان ہیں ان کے دلوں پر بار بار حملے کرتا ہے ان کو ڈراتا ہے، دھمکاتا ہے کہ خبردار اب اگر تم نے کسی اصول کی خاطر اس جماعت کا ساتھ دیا تو تم دیکھنا کہ تم صفحہ سیاست سے مٹا دیئے جاؤ گے۔ حالانکہ وہ یہ بھول جاتا ہے کہ ہمیشہ جب بھی ہمارے سیاسی افق پر واقعہ ہوا ہے۔ اس کے برعکس واقعہ ہوا ہے، صفحۂ سیاست سے وہ مٹائے گئے ہیں۔ اور بار بار مٹائے گئے ہیں۔ جنہوں نے اصولوں کو مٹنے دیا ہے۔ جنہوں نے اصولوں کی خاطر اپنے وجود کو مٹانے کا فیصلہ کیا ہے وہ کبھی نہیں مٹائے گئے۔ اس لئے پاکستان میں جو موجودہ حالات ہمیں دکھائی دے رہے ہیں۔ ان میں بدنصیبی سے حوصلہ رکھنے والے باشعور، بالغ نظر سیاستدانوں کا فقدان ہے لیکن جہاں تک اس ساری کوشش کا تعلق ہے ہمارا فرض ہے کہ ہم ان لوگوں کو تنبیہ کرتے چلے جائیں اور ان کو سمجھائیں کہ جن راہوں کی تم پیروی کرتے ہوئے دکھائی دینے لگے ہو وہ ہلاکت کی راہیں ہیں۔ اس کے بعد پھر ہم پر ہمارے آقا والا حکم اطلاق پاتا ہے کہ "تیرا کام صرف تلقین کرنا ہے تو ان پر داروغہ نہیں ہے"۔ اس حیثیت میں بڑے صبر کے تقاضے ہیں۔ ثبات قدم اختیار کرنا بڑا مشکل کام ہوا کرتا ہے لیکن بہرحال ہمارے مقدر میں یہی ایک رستہ لکھا ہوا ہے۔ اسی رستے پر ہم نے چلنا ہے اور ضرور چلنا ہے

حضور نے متوجہ فرمایا کہ اس صورتحال میں جماعت کا فرض ہے کہ قوم کو متنبہ کرے اور سمجھائے اور آج کے سیاستدانوں کو خواہ وہ حکومت کی پارٹی سے تعلق رکھتا ہو یا حکومت سے باہر کی پارٹی سے تعلق رکھتا ہو خوب اچھی طرح کھول کر دکھائیں کہ پاکستان میں مذہب کے جنون نے کس قدر نقصان کئے ہیں۔

پاکستان میں بارہا یہ تجربہ ہو چکا ہے۔ کہتے یہ ہیں کہ بس اتنی چھوٹی سی بات ہے تم مان جاؤ۔ لیکن بنیادی بات یہ ہے کہ اگر ایک ملک کے کسی چھوٹے سے طبقے پر بھی قانونی طور پر کوئی سیاسی جماعت ظلم کرنے پر آمادہ ہو جائے تو یہ رستہ کھل جاتا ہے جو پھر کبھی بند نہیں ہو سکتا۔ اور چونکہ ایک دفعہ رستہ کھل جاتا ہے پھر اس رستے کو بند کرنا سیاستدانوں کے لئے آسان نہیں ہوا کرتا۔ جماعت کے جتنے بھی دانشور ہیں، تعلیم یافتہ طبقہ ہے ان کے لئے مشکل نہیں کہ وہ اس کی مثالیں تلاش کریں اور اپنی روزمرہ کی گفتگو میں، جن سے بھی گفتگو ہو، ان کو سمجھاتے وقت وہ مثالیں ان کے سامنے پیش کریں اور ان کو بتائیں کہ کس طرح غلطی کی جاتی ہے۔ ایکدفعہ جب ملائیت کو سیاست میں دخل دینے کی اجازت دے دی جائے تو پھر وہ رکا نہیں کرتی اور آور آگے بڑھتی ہے۔

حضور نے فرمایا آٹھویں ترمیم دراصل وہ شق ہے جس سے ساری سیاست کی بربادی کا آغاز ہوا تھا اور وہ بات صرف جماعت احمدیہ کیلئے آگے نہیں بڑھی بلکہ ساری قوم کے لئے آگے بڑھی اور مہاجر پاکستانی۔ غیر مہاجر پنجابی۔ پٹھان۔ سندھی۔ یہ جتنے تفرق در تفرق کے سلسلے تھے یہ دراصل اس وقت سے بنیادی طور پر قائم ہو چکے تھے۔

حضور نے فرمایا اس سارے تجربے سے گزر کے۔ گیارہ سال دکھ اٹھا کر۔ کئی قسم کے خطرناک اور صبر آزما مراحل سے نکل کر یہ لوگ جو آج حکومت پر قابض ہوئے ہیں ان کی استطاعت دیکھیں کہ یہ ان

Digitized By Khilafat Library Rabwah

سب باتوں کو بھولنے کی استطاعت تو رکھتے ہیں لیکن یہ طاقت نہیں رکھتے کہ اپنی ناک سے آگے دیکھ سکیں۔ ان باتوں میں نہیں دیکھ سکتے جن باتوں میں ان کا ذاتی مفاد نہ ہو اور خود غرضی کے غلام بننے کے نتیجے میں اس کے طبعی عوارض ان کو لاحق ہو رہے ہیں۔ اس لئے ان کو تجزیہ کر کے دکھانا چاہیئے سمجھانا چاہیئے کہ یہ رستہ درست نہیں ہے غلط ہے تم جن رستوں پر سے گزر کے آئے ہو وہاں یہ موڑ پہلے بھی آئے تھے۔ پہلے بھی تو تم نے غلط قدم اٹھائے تھے۔ پہلے بھی تو ان کے غلط نتیجے دیکھ چکے ہو۔ اگر تمہاری یادداشت چھوٹی اور اگر تمہاری نظر کوتاہ ہے تو ہم تمہیں بتاتے ہیں کہ ایسے واقعات پہلے گزر چکے ہیں۔ اور آئندہ بھی اگر تم وہ غلطیاں کرو گے جو پہلے کر چکے ہو تو ویسے ہی نتیجے دیکھو گے جو پہلے دیکھ چکے ہو۔ یہ بات ہے جو سمجھانے والی ہے اور اس کے لئے جماعت کو محنت کرنی چاہیئے اور ان کو یہ بھی بتا دینا چاہیئے کہ ہم کسی کے دشمن نہیں ہیں۔

حضور نے فرمایا انکو بتائیں کہ ہم جانتے ہیں کہ تم میں سے اکثر ایسے ہیں جن کی نیتیں ٹھیک ہیں۔ اس لئے تم آج اگر ہمیں اپنے مفاد کی خاطر قربان کر سکتے ہو تو مجبور ہو کے کر رہے ہو۔ لیکن ہم جانتے ہیں کہ اس قربانی کے بعد تمہاری قربانی کا وقت بھی آنے والا ہے اس لئے ہم تمہیں متنبہ کرتے ہیں کہ جس چھری کو تم آج ہماری گردن پر چلنے کی اجازت دو گے۔ خدا کی قسم وہ چھری ضرور تمہاری گردن پر بھی چلائی جائے گی لیکن ہماری گردن کی حفاظت کی ضمانت خدا نے دی ہے۔ چھری چل تو سکتی ہے لیکن اس گردن کو تن سے جدا نہیں کر سکتی۔ پہلے بھی ہزاروں مرتبہ یہ چھریاں چلائی گئی ہیں اور آزمائش پہ آزمائش ہم پہ گزر چکی ہے مگر تیز سے تیز چھری نے بھی جماعت کے سر کو جماعت کے تن سے جدا نہیں کیا، نہ پہلے کر سکے تھے نہ آج کر سکتے ہو اور نہ کل کر سکو گے۔ مگر جن چھریوں کو تم نے اجازت دی تب تمہارے اوپر چلائی جائیں گی تو گہرے وار کریں گی اور گہرے زخم چھوڑیں گی۔

حضور نے فرمایا، ہم جانتے ہیں تم میں ابھی بہت اچھے لوگ ہیں۔ نیک لوگ ہیں۔ ایسے لوگ ہیں کہ اگر وہ با اصول رہے تو صرف سیاست میں ہی نہیں بلکہ انسانی شرافت کی تاریخ میں بھی ہمیشہ کی زندگی پا جائیں گے۔ ہم یہ جانتے ہیں کہ تم وہ نہیں ہو جن کو بار بار مواقع دیئے جاتے ہیں۔ اور ایسے زیادہ آدمی ہمارے پاس نہیں ہیں۔ اس لئے اس تاریخی موقع کو ضائع نہ کرو جہاں تک ہماری ذات کا تعلق ہے ہم کامل یقین رکھتے ہیں کہ وہ خدا جس نے پہلے کبھی ہمیں نہیں چھوڑا، آج بھی ہمیں نہیں چھوڑے گا۔ ہمارا توکل تم پر نہیں۔ ہمارا توکل خدا پر، کائنات کے مالک پر ہے۔ وہی ہے جس نے ہمیشہ ہمارے توکل کی عزت اور بھرم رکھا ہے اور کبھی بھی ہماری توقعات کو ٹھوکر نہیں لگائی۔

حضور نے فرمایا میں پاکستان کے ان احمدیوں کو بھی مخاطب اور متنبہ کرتا ہوں جو چھوٹی چھوٹی تبدیلیوں کے نتیجے میں لمبی چھلانگیں لگانے لگتے ہیں کہ اگر آپ نے اپنی توقعات کو اور امیدوں کو دنیاوی تبدیلیوں سے وابستہ کر لیا ہے تو پھر آپ کی کوئی ضمانت نہیں۔ اگر اندھیروں میں بھی آپ نے خدا کے نور کو دیکھنے کی عادت ڈالی، اپنے یقین کو آنچ نہ آنے دی تو پھر دنیا کی کوئی مصیبت آپ کا کچھ بگاڑ نہیں سکے گی۔ حالات ضرور تبدیل ہونگے کیونکہ یہ خدا کا وعدہ ہے کہ حالات تبدیل کئے جائیں گے لیکن آپ کو تبدیل نہیں ہونا۔ اگر آپ تبدیل ہو گئے، خدا سے تعلق کو توڑ دیا تو پھر آپ کے لئے کبھی حالات تبدیل نہیں کئے جائینگے۔

حضور نے فرمایا اس لئے موحد بنو اور خدا تعالیٰ پر اپنا توکل رکھو۔ با اصول رہو۔ اور قوم کو اصولوں پر قائم رہنے کی تلقین کرو۔ ان کو سمجھاؤ، ان کو اپنی عقلوں کا نور عطا کرو، ان کو دکھاؤ کہ کونسی راہیں چلنے کی راہیں ہیں اور کونسی راہیں چھوڑنے کی راہیں ہیں، پھر دیکھو کہ خدا تعالیٰ کا فضل تمہیں کبھی نہیں چھوڑیگا۔

آخر پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے حضرت بانی سلسلہ کا

"میری سرشت میں ناکامی کا خمیر نہیں"۔۔۔ والا طویل اقتباس پڑھ کر سنایا۔ اور فرمایا کہ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اس تعلق کا مستحق بنائے اور ہمیں بدظنی اور غداری کے داغ سے بچائے اور اس امام کے ساتھ پیوستہ رکھے۔ ہمارا ہر تعلق اس امام کے ساتھ قائم رہے اور اس امام کے عزم و حوصلے کا شایانِ شان بنائے۔

ماہر فلکیات

الفرغانی

۸۳۲ء تا ۹۰۳ء

مامون رشید کے دور کا مشہور سائنس دان تھا جس کے کارنامے ہیئت و ریاضی میں تاریخی اہمیت رکھتے ہیں، اس کا پورا نام ابوالعباس احمد بن محمد بن کثیر الفرغانی تھا۔ یہ ممتاز سائنسدان ترکستان کے شہر فرغانہ میں پیدا ہوا تھا۔ اسی نسبت سے اسے الفرغانی کہا جاتا ہے۔ مغربی مورخین اسے "الفریگانوس" کہتے ہیں۔

الفرغانی کی سائنسی ایجادات کی قدر وقیمت کا اندازہ اس بات سے کیا جا سکتا ہے کہ اس نے ۸۶۱ء میں المتوکل کے حکم سے دریائے نیل کی گہرائی ناپنے کا ایک آلہ تیار کیا تھا۔ جو آج تک اسی کی رعایت سے نائیلومیٹر کے نام سے مشہور ہے۔ اس حیرت انگیز آلے سے استفادے کا سلسلہ اب بھی جاری ہے۔ دھوپ گھڑی کی ایجاد کا سہرا بھی اسی مسلم سائنس دان کے سر ہے۔

الفرغانی کے عہد میں مسلم سائنسدانوں کی ایک بڑی جماعت یونانیوں کے طبی علوم اور ہیئت کی کتابوں کے تحقیقی مطالعے میں مصروف تھی مسلمان اہل علم اپنی ناقدانہ بصیرت اور اپنے مشاہدات کی روشنی میں یونانی سائنس دانوں کی خامیوں اور غلطیوں کی اصلاح کر کے ان پر قابلِ قدر اضافہ کر رہے تھے۔ اسی عہد کے سائنس دانوں نے زمین کی پیمائش کا کارنامہ بھی انجام دیا۔ ایک جماعت نے دریائے فرات کے جنوب میں سنجار کے میدان میں کام شروع کیا اور دوسری جماعت نے کالمیرا کے قریب۔

اس طرح زمین کی جسامت، قطر اور محیط معلوم کرنے کی کوششوں کا آغاز ہوا۔

الخوارزمی نے ہیئت کے نقشے اور جدول بنائے۔ غرض! تحقیق کا سفر جاری رہا تقریباً دو سو سال بعد اندلس کے مشہور ہیئت دان "مسلمہ المجریطی" نے ان میں کچھ اضافے کئے اور نظر ثانی کے بعد اس نے جو جدول مرتب کیا وہ سترھویں صدی عیسوی تک ہیئت و فلکیات کی معلومات کے لئے ماخذ اور سرچشمے کی حیثیت رکھتا تھا۔

یہ بات قابلِ ذکر ہے کہ ان نقشوں کے بعد یونانی اور ہندی تصانیف فرسودہ اور غیر مفید ہو کر رہ گئیں مسلم سائنسدانوں اور علم ہیئت کے ماہرین کے مرتب کئے ہوئے نقشوں اور جدولوں کی معلومات انگیزی نے صرف یورپ اور مشرق وسطیٰ ہی نہیں، بلکہ چین کو بھی متاثر کیا۔

تاریخی کارنامہ

ان سائنسی سرگرمیوں کا ذکر الفرغانی کی انفرادیت کے پس منظر کے طور پر کیا گیا اس لئے کہ وہ عہد مامون کے مسلم سائنسدانوں کے طبقہ متاخرین میں تھا اور علم ہیئت کا سفر ترقی کی بہت سی منزلیں طے کر چکا تھا پھر بھی اس کا تاریخی کارنامہ یہ ہے کہ

اس نے مامون کے حکم سے علم پیمائش کے ماہرین اور ہیئت دانوں کو ساتھ لے کر زمین کا محیط نہایت علمی انداز سے دریافت کیا۔

پیمائش کے لئے دو آلات خاص طور پر استعمال کئے۔ ایک اصطرلاب اور دوسرا اسطرلاس یا سیکسٹنٹ اس نے قطب تارے کی بلندی کو محیط کی پیمائش کا معیار قرار دیا۔ اور اپنے مقصد میں بڑی حد تک کامیاب ہوا۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ یونانی ہیئت دانوں نے بھی جن میں ارسطو اور بطلیموس کا نام خاص طور پر لیا جا سکتا ہے۔ زمین کا محیط ناپنے کی کوشش کی تھی ارسطو نے اپنے بنائے ہوئے آلے کے ذریعہ پیمائش کر کے بتایا تھا کہ زمین کا گھیرا ۴۵۹۶۴ میل ہے۔ حالانکہ زمین کا صحیح محیط چوبیس ہزار آٹھ سو اٹھاون میل ہے۔ علم ہیئت کے ہندو ماہرین نے بھی اپنے مخصوص آریوجن کے ذریعہ محیط معلوم کرنے کی کوشش کی تھی لیکن وہ بھی نقطے تک پہنچنے میں ناکام رہے۔ اور ان سے یونانیوں کے مقابلے میں زیادہ غلطیاں سرزد ہوئیں۔

الفرغانی کا کارنامہ یہ ہے کہ اس نے جو محیط معلوم کیا۔ وہ اصل سے قریب تر ہے۔ اس زمانے میں مسلم سائنسدان طویل مسافت کا اندازہ کرنے کے لئے جو پیمانے استعمال کئے تھے وہ ذراع اور فرسخ تھے۔ جن کا ذکر اب بھی کتابوں اور قطعات اراضی وغیرہ کی دستاویزات میں

(باقی صفحہ ۸ پر)

Digitized By Khilafat Library Rabwah

قسط اوّل

آسٹریلیا

دُنیا کا ایک عجیب ترین ملک

Australia

محترمہ فرخندہ اختر شاہ صاحبہ ایم اے سابق پرنسپل جامعہ نصرت ربوہ

آسٹریلیا دنیا کا عجیب ترین ملک ہے یہ تمام براعظموں سے آبادی اور سائز کے لحاظ سے چھوٹا ہے ۔ یہ سب سے بڑا جزیرہ ہے اور یہی ایک ملک اور براعظم ہے جو نصف کرّہ جنوبی میں واقع ہے۔ جب پاکستان میں موسم گرما ہوتا ہے تو وہاں موسم سرما۔ آسٹریلیا میں گرمی کا موسم دسمبر اور جنوری میں تا ہے یہ واحد براعظم ہے جہاں ایک قوم بستی ہے اور ایک مرکزی حکومت کے تحت ہے ۔ یہ تمام براعظموں سے دُور ہے سوائے ایشیا کے ۔ اگرچہ آسٹریلیا اور ایشیا کے درمیان جزائر کی مسلسل زنجیر پائی جاتی ہے ۔ تاہم MAINLAND کا قریب ترین شہر ڈارون اور سنگاپور ۲۴۰۰ میل دور ہیں ۔

آسٹریلیا ایسا حیرت انگیز براعظم ہے کہ اس کے سرسبز و شاداب ساحلی علاقوں کو دیکھ کر کوئی گمان نہیں کر سکتا کہ اس کے بیشتر اندرونی اور مغربی حصے خشک ترین علاقے ہیں۔ اس کی چراگاہیں ہسپانیہ جیسے ملک کے برابر وسیع ہیں جبکہ اس کا کل رقبہ ایلاسکا کو چھوڑ کر امریکہ کے برابر ہے ۔ اس براعظم کے کھلاڑی بین الاقوامی شہرت رکھتے ہیں۔ آسٹریلیا کے بریڈ مین کے نام سے کون واقف نہیں ۔ کرکٹ، ہاکی، سکواش اور ٹینس میں اس ملک نے سٹار اور سپر سٹار پیدا کئے ہیں ۔ الغرض یہ وہ عظیم ملک ہے جسے خداوند تعالےٰ نے ہر نعمت سے نوازا ہے اور اکثر اہلِ آسٹریلیا کہتے ہیں کہ ان کا ملک ایک خوش قسمت ملک ہے ۔

اس براعظم کا سرکاری نام کامن ویلتھ آف آسٹریلیا ہے ۔ اور یہ شاہ برطانیہ (آجکل ملکہ) کے ماتحت ہے جس کا نمائندہ گورنر جنرل آسٹریلیا کا حاکم اعلیٰ ہے ۔ اس کا طرز حکومت وفاقی ہے جو سات ریاستوں پر مشتمل ہے ہر ریاست کی اپنی حکومت اور دار الحکومت ہے ۔ آسٹریلیا کے جنوب میں جزیرہ تسمانیہ ہے جو چھٹی ریاست کہلاتی ہے وفاقی حکومت کا صدر مقام کینبرا ہے ۔

طبعی لحاظ سے آسٹریلیا تین حصوں میں منقسم ہے ،

(۱) مغربی آسٹریلیا (۲) شمالی علاقہ اور (۳) جنوبی آسٹریلیا ۔

مغربی سطح مرتفع آسٹریلیا کے مغربی ساحل کے ساتھ ساتھ پائی جاتی ہے ساحل کے گرد تنگ وادیاں ہیں اور پھر اس علاقہ میں وسیع ہموار میدان پایا جاتا ہے بہت سا حصہ صحرائی ہے ۔ کئی ایک جھیلیں بھی ہیں جو سوائے بارش کے موسم کے اکثر خشک رہتی ہیں

آسٹریلیا دنیا کا ہموار ترین براعظم ہے ۔ ملک کا بڑا پہاڑی سلسلہ GREAT DIVIDING RANGE کے نام سے مشہور ہے جو مشرقی ساحل کے متوازی پھیلا ہوا ہے ۔ THE AUSTRALIAN CONTINENTAL SHELF ۔ میں جنوب کی طرف تسمانیہ اور شمال کی طرف نیوگنی کا جزیرہ شامل ہیں ۔

صرف دو بڑے دریا آسٹریلیا میں بہتے ہیں مرے اور ڈارلنگ ملک کا وسیع دریائی نظام ان دو کے علاوہ بہت سے دوسرے چھوٹے چھوٹے دریاؤں پر مشتمل ہے ۔ خشک آب وہوا کی وجہ سے بہت سے چھوٹے چھوٹے دریا اندرونی جھیلوں میں گرتے ہیں پانی کی کمی کو ARTESIAN WELLS سے پورا کیا گیا ہے ان کا پانی میٹھا ہے اور مویشی اور بھیڑ بکریوں کے پلانے کے کام آتا ہے

آسٹریلیا خطِ جدی میں واقع ہے اور تمام براعظموں سے زیادہ خشک ہے تقریباً ۲/۳ حصہ ریگستان ہے ۔ جہاں سالانہ بارش صرف دس انچ ہوتی ہے ۔ یہ ملک جنوب مشرقی اور مغربی تجارتی ہواؤں کے خطہ میں آباد ہے ۔ جنوب مشرقی تجارتی ہوائیں جنوبی علاقوں میں بارش برساتی ہیں اور شمال میں مون سون ہوائیں موسم گرما میں بارش لاتی ہیں ۔ سردیوں میں بارش کوئنز لینڈ اور نیو ساؤتھ ویلز میں ہوتی ہے ۔ جو بحیرہ روم کا خطہ کہلاتا ہے ۔ مغربی تجارتی ہوائیں ویسٹرن آسٹریلیا کے جنوب مغربی حصوں اور ساؤتھ آسٹریلیا کے زرعی علاقوں وکٹوریا کے بیشتر حصوں اور تسمانیہ کی پوری ریاست میں بارش برساتی ہیں ۔ سب سے زیادہ بارش مشرقی HIGH LANDS پر ساحل کے ساتھ ساتھ ہوتی ہے

آسٹریلیا مختلف قسم کی آب وہوا کا حامل ہے ۔ ملک کے شمال میں درجہ حرارت تمام موسموں میں تقریباً ۸۰ F رہتا ہے یہاں منطقہ حارہ کے طوفان آتے ہیں۔ لیکن جنوب میں ٹمپریچر ۵۰ F سے کم نہیں ۔ وسط آسٹریلیا میں درجہ حرارت عام طور پر ۱۰۰ F رہتا ۔ اکثر مقامات پر ہوا میں نمی کی مقدار کے سبب درجہ حرارت قابلِ برداشت ہوتا ہے ۔

آب ہوا کے فرق کی وجہ سے آسٹریلیا کی نباتات اور زرعی پیداوار مختلف علاقوں میں مختلف ہے ۔ یہاں سرد منطقہ معتدلہ کے جنگلات پائے جاتے ہیں جو اس براعظم کے مشرق، جنوب مشرق اور جنوب مغرب میں ملتے ہیں ۔ گرم منطقہ معتدلہ کے جنگلات جنوب مشرقی ایشیا کے جنگلات سے ملتے جلتے ہیں ۔ کوئنز لینڈ اور نیو ساؤتھ ویلز میں گرم طبقے کے گھاس کے میدان پائے جاتے ہیں ۔ جن پر بھیڑ بکریاں اور مویشی پالے جاتے ہیں کوئنز لینڈ میں ایک عجیب قسم کا درخت ملتا ہے جسے BREAD FRUIT کہتے ہیں ۔ عام مقامی درخت یوکلپٹس اور ACACIA ہیں یوکلپٹس کی بے شمار اقسام ملتی ہیں ۔ کوئنز لینڈ کے مشرقی حصہ میں کافی بارش ہوتی ہے ۔ اس کے شمالی جنگلات پھولدار پودوں کا گہوارہ سمجھے جاتے ہیں ۔

آسٹریلیا کے مغرب کی طرف جائیں تو SEMI DESERT علاقہ شروع ہو جاتا ہے ۔ بارش کی کمی کی وجہ سے پیداوار بہت کم ہے ۔ یہ صحرائی REGION معدنیات کی وجہ سے مشہور ہے ۔

اس ملک کی قدرتی نباتات میں بہت سے نایاب درخت اور پودے اور جنگلی پھول ملتے ہیں جو اور کسی براعظم میں نہیں پائے جاتے ۔ یہاں کے باشندے جو شمالی نصف کرّہ سے آ کر آباد ہوئے ہیں ۔ انہوں نے وہاں کے درخت اور پودے یہاں لگائے اور زرعی پیداوار کی کاشت کی جہاں کہیں آبپاشی ہو سکتی ہے نیشکر کپاس، مکئی، گیہوں اور چاول کی کاشت کی جاتی ہے ۔

آسٹریلیا کے چاروں طرف سمندر ہے یہ باقی دنیا سے الگ تھلگ رہا ہے تقریباً ۶۰ ملین برسوں سے ۔ اس لئے اس کے جانور انتہائی قدیم زمانے سے EVOLVE ہوئے ہیں اور زیادہ تر وہ جانور پائے جاتے ہیں جو اپنے بچوں کو پیٹ کی تھیلی میں اٹھائے رہتے ہیں ۔ دودھ پلانے والے آسٹریلوی جانوروں کی تقریباً نصف تعداد تھیلی دار جانوروں پر مشتمل ہے ۔ ان میں سے ایک کنگرو ہے ۔ اس کی سینکڑوں قسمیں پائی جاتی ہیں ۔ آسٹریلیا کے بہت سے جانور ایسے ہیں جو دنیا میں اور کہیں نہیں پائے جاتے ۔ اس کی وجہ باقی دنیا سے اس ملک کی علیحدگی ہے ۔ PRIMITIVE MAMMALS اس ملک میں ایسے ہیں جو انڈے دیتے ہیں ۔ انڈوں سے بچے نکلتے ہیں تو انہیں دودھ پلاتے ہیں ان کا نام DUCK BILL اور ANT EATER ہے ۔

آسٹریلیا میں نہایت خوبصورت اور دلچسپ پرندے پائے جاتے ہیں ۔ بہت سی اقسام ایسی ہیں جو اور کہیں نہیں پائی جاتی ۔ بعض پرندے ایسے ہیں جو اڑتے ہیں مثلاً CRORSOWARY اور EMU آسٹریلیا کے پرندے جو LOVE BIRD کہلاتے ہیں ۔ تمام دنیا میں مشہور ہیں ۔

بھیڑ بکری اور مویشی لاکھوں کی تعداد میں پالے جاتے ہیں ۔ یہ تمام حیوانات یورپین اس ملک میں لائے ہیں ۔ مویشی پالنا آسٹریلیا میں سب سے اہم پیشہ ہے ۔ مویشی تمام اسٹیشنوں میں جہاں چراگاہیں پائی جاتی ہیں ۔ پالے جاتے ہیں ۔ ڈیری کے مویشی جنوبی اور ساحلی علاقوں میں ملتے ہیں ۔ ان چراگاہوں کو STATIONS کہتے ہیں ۔ بہت سے STATION ایک دوسرے سے اس قدر فاصلہ پر ہیں کہ لوگ ہمسایوں سے گفت و شنید ریڈیو کے ذریعے کرتے ہیں اور ان کے علاج کے لئے بذریعہ ہوائی جہاز سفر کرتے ہیں ۔

مویشیوں کو موٹا کر کے بیچ دیا جاتا ہے یا ان کا گوشت جہازوں کے منجمد خانوں میں رکھ کر غیر ممالک کو بھیجا جاتا ہے ۔ گوشت کے ساتھ ساتھ اون کی صنعت بھی بہت اہم ہے میرینو بھیڑ سے بہترین اون حاصل کی جاتی ہے دنیا کی سالانہ ٹوٹل اون کا بارہ فیصد آسٹریلیا سے باہر جاتا ہے ۔

ڈیری فارمنگ نے بھی کافی ترقی کی ہے . دودھ کے ڈبے ۔ خشک دودھ پنیر اور مکھن ایشیا اور یورپ کو بھیجا جاتا ہے ۔ اس صنعت کیلئے سائنٹفک طریق سے کام لیا جاتا ہے ۔

معدنیات کے لحاظ سے بھی آسٹریلیا غیر معمولی طور پر دولتمند ہے ۔ معدنیات تقریباً تمام ملک میں پائی جاتی ہیں اور جو معاشی لحاظ سے اہم ترین ہیں ۔ اس میں آسٹریلیا خود کفیل ہے المونیم کی پیداوار سب سے زیادہ ہے سیاہ اور براؤن کوئلہ ۔ تانبا ۔ لوہا ۔ سکہ ۔ گیس چاندی یورینیم اور زنک کے ذخیرے پائے جاتے ہیں ۔

سونا ۱۸۵۱ء میں دریافت ہوا تھا ۔ لیکن عظیم ترین دریافتیں بعد میں ہوئیں ۔ اور کونگارڈی اور کالگری کے ذخیرے انقلاب لے آئے ۔ دھاتیں اور معدنیات ایک سو سے زیادہ ملکوں کو برآمد کی جاتی ہیں ۔ جاپان ان کا سب سے بڑا خریدار ہے ۔

Digitized By Khilafat Library Rabwah

سخت موتا موتی

گزشتہ دنوں یکم جنوری سے اب تک قارئین کی نظر سے یہ خبریں ضرور گذری ہونگی کہ :-

- ڈھاکہ سے ۲۰ میل دور دو ریل گاڑیاں ٹکرا گئیں جن کے باعث ان میں سوار سوا چار صد افراد جاں بحق ہو گئے اور ۲ ہزار زخمی ہو گئے۔
- راوی میں کشتی کے خوفناک حادثہ میں ۱۰۰ افراد جاں بحق ہو گئے۔
- برطانیہ کا ایک بوئنگ طیارہ تباہ ۴۴ افراد ہلاک۔
- مقبوضہ کشمیر میں ایک ہی خاندان کے ۵ افراد ہلاک۔
- جی ٹی روڈ پر سوزوکی وین اور ٹرک کے تصادم میں ویگن میں سوار ایک ہی خاندان کے ۵ افراد ہلاک ہو گئے۔
- کراچی سے دبئی جانے والی ایک پاکستانی لانچ ایرانی سرحد کے قریب ڈوبنے سے ۷ افراد کھلے سمندر میں ڈوب کر ہلاک ہو گئے۔
- شاہ کوٹ کے قریب بس اور ٹرک کے تصادم کے نتیجہ میں ۱۴ افراد جاں بحق ہو گئے۔
- کوٹ عبدالمالک کے قریب بس اور ویگن میں خوفناک ٹکر سے ۵ افراد ہلاک۔
- پشاور میں دھماکہ سے ۴ افراد ہلاک۔
- لاہور میں پتنگ بازی میں ایک ہی خاندان کے ۵ افراد ہلاک۔
- فیصل آباد کے قریب ایک ہی خاندان کے چھ افراد ٹرین کی زد میں آکر ہلاک۔
- برف کے طوفان میں دیر کے آٹھ ملکڑ مارے جاں بحق۔
- جمہوریہ آرمینیا کے ہلاکت آفریں زلزلہ کے بعد روس کے علاقے تاجکستان میں بھی زلزلہ آیا جس سے دو ہزار افراد ہلاک ہو گئے۔

غرض اسی قسم کی اور بھی بہت سی خبریں قارئین کی نظروں سے گذری ہوں گی جن میں حادثاتی اموات کا ذکر ہوگا۔ اگر ایک آدمی فوت ہوتا ہے تو خاندان کے بیسیوں افراد کے علاوہ معاشرہ میں اس شخص کا جتنا دائرہ وسیع ہوگا اس کی موت اس دائرہ تک موجود انسانوں کو متاثر کرتی ہے اور جہاں سینکڑوں انسان حادثاتی اموات کا شکار ہو جائیں اس سے کتنے افراد متاثر ہونگے اس کا اندازہ نہیں لگایا جا سکتا۔ اس قسم کے واقعات اکثر و بیشتر منظر عام پر آتے رہتے ہیں لیکن یہ واقعات کچھ دیر کے لئے لوگوں کے جسموں میں سنسنی اور ارتعاش پیدا کر کے بھولی بسری یاد بن جاتے ہیں۔ اور لوگ وقتی طور پر ان واقعات کو پڑھ کر افسوس کا اظہار کرتے اور خاموش ہو رہتے ہیں۔ اور ان حادثاتی اموات اور آفات سماوی و ارضی کی وجوہات پر غور نہیں کرتے ان حادثات کا ضرور کوئی نہ کوئی سبب ہوگا اور ہوتا ہے لیکن سیدنا حضرت اقدس نے جو سبب پیش فرمایا ہے وہ حسب ذیل ہے۔ حضور فرماتے ہیں :-

"وہ دن نزدیک ہیں بلکہ میں دیکھتا ہوں کہ دروازہ پر ہیں کہ دنیا قیامت کا نمونہ دیکھے گی۔ اور نہ صرف زلزلے بلکہ اور بھی ڈرانے والی آفتیں ظاہر ہوں گی۔ کچھ آسمان سے اور کچھ زمین سے۔ یہ اس لئے کہ نوع انسان نے اپنے خدا کی پرستش چھوڑ دی۔ اور تمام دل اور تمام ہمت اور تمام خیالات سے دنیا پر ہی گر گئے ہیں۔"

(حقیقۃ الوحی)

حضرت اقدس کے محولہ بالا ارشاد کی روشنی میں ان آفات سماوی و ارضی کا سبب خدا سے دوری ہے اور ان آفات سے بچنے اور محفوظ رہنے کا علاج مالک حقیقی اور خالق حقیقی اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنے ہی میں ہے۔

ف۔ح

صنعتی نمائش

سال گذشتہ کی طرح امسال بھی صنعتی نمائش منعقد کرنے کا پروگرام ہے۔ خدام بھائیوں اور مجالس سے درخواست ہے کہ وہ اپنی تیار کردہ معیاری اشیاء نمائش میں رکھنے کے لئے ۲۸ ، فروری ۱۹۸۹ء تک ہمیں بھجوا دیں۔

مہتمم صنعت و تجارت
مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ

احباب جماعت کی خدمت میں گذارش ہے کہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے ۳ ، اپریل ۱۹۸۷ء کے بعد پیدا ہونے والے بچوں کو وقف نو میں پیش کریں۔

وکیل الدیوان

اطلاعات و اعلانات

صدسالہ جوبلی مقابلہ مقالہ نویسی

صدسالہ جشن تشکر کے موقع پر اطفال الاحمدیہ مرکزیہ اطفال کے مابین ایک مقابلہ مقالہ نویسی کروا رہی ہے عناوین درج ذیل ہیں۔

(۱) سیرت حضرت اقدس بانی سلسلہ
(۲) آنحضرت صلعم کا بچوں سے حسن سلوک
(۳) بچوں کے سنہری کارنامے

مقالہ کسی ایک عنوان پر لکھنا ہوگا۔ مقالہ اڑھائی سے تین ہزار الفاظ پر مشتمل ہونا چاہیئے مقالہ مرکز میں پہنچنے کی آخری تاریخ ۳۱ ، جولائی ۱۹۸۹ء ہے۔ اول۔ دوم اور سوم آنے والے مقالہ جات کو ۷۰۰ روپے۔ ۵۰۰ روپے اور ۳۰۰ روپے انعام دیا جائے گا

سیکرٹری اشاعت مرکزیہ۔

والدین کیلئے قابل توجہ

کیا آپ کا کوئی بچہ ایسا تو نہیں جو سکول داخل ہونے کی عمر تک پہنچ چکا ہو اور ابھی سکول میں داخل نہیں ہوا ؟ ایسی صورت میں اپنے بچے کو کسی تعلیمی ادارے میں داخل کروائیں۔

جس ادارے میں آپ کا بچہ تعلیم حاصل کر رہا ہے۔ کیا اس ادارے سے آپ کا رابطہ ہے اور آپ اپنے بچے کی تعلیمی حالت سے آگاہ ہیں ؟۔

کیا آپ کے کسی بچے نے میٹرک سے پہلے تعلیم تو نہیں چھوڑ دی ؟

مہتمم امور طلباء مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ ربوہ

اعلان دارالقضاء

"محترمہ ناصرہ بیگم صاحبہ بیوہ میجر عزیز احمد لاہور کینٹ نے درخواست دی ہے کہ اُن کے خاوند کا پلاٹ ۱۶/۲ رقبہ دو کنال واقع دارالصدر شمالی ربوہ مندرجہ ذیل ورثاء کے درمیان شرعی حصہ کے مطابق تقسیم کیا جائے۔

۱ ناصرہ بیگم صاحبہ بیوہ میجر عزیز احمد۔ لاہور کینٹ
۲ نجمہ عزیز صاحبہ دختر 〃 〃 〃
۳ بشریٰ عزیز صاحبہ 〃 〃 〃 〃
۴ ناہید عزیز صاحبہ 〃 〃 〃 مقیم یو۔کے

بذریعہ اخبار اعلان کیا جاتا ہے کہ اگر کسی وارث یا غیر وارث کو نامبردہ ورثاء کے نام پلاٹ مذکورہ کے انتقال پر اعتراض ہو تو تیس یوم کے اندر اطلاع دے"

ناظم دارالقضاء ربوہ

اعلان برائے لجنات

۱۔ صدسالہ جوبلی پر لگائی جانے والی نمائش کے لئے ابھی تک ہمیں ۲۱ اضلاع کے نقشہ جات موصول ہوئے ہیں۔ باقی اضلاع کی صدرین بھی اس کام کی طرف توجہ دیں اور اپنے ضلع کے نقشہ پر ان مقامات کو ظاہر کریں جہاں لجنہ قائم ہے۔

۲ جن ممبرات لجنہ نے اپنے اعلیٰ تعلیمی کوائف ارسال کئے ہیں اُن میں سے اکثر نے تصاویر ارسال نہیں کیں۔ مناسب سائز کی تصویر ارسال کیجیئے یہ صرف خواتین کی نمائش میں رکھی جائیں گی۔

خیال رہے کہ اعلیٰ تعلیمی کوائف سے مراد بورڈ یا یونیورسٹی میں اول۔ دوم اور سوم پوزیشن حاصل کرنا ہے۔

۳۔ اُن احمدی خواتین کے حالات لکھ کر بھجوائے جائیں جنہوں نے سلسلہ احمدیہ کی نمایاں خدمات کی ہیں۔ پھر جنہوں نے حضرت بانی سلسلہ کا زمانہ پایا۔ کوئی خاص واقعہ یاد ہو اس کو تحریر میں لایا جائے۔ ان کے لواحقین یہ کام کر سکتے ہیں۔

انچارج صدسالہ جشن تشکر

درخواست دعا

میرے بڑے بھائی عبدالسبحان ساقی ابن سردار مصباح الدین صاحب آف لانڈھی کراچی مختصر سی علالت کے بعد اپنڈکس کے اپریشن کے دوران مورخہ ۵ ، جنوری ۱۹۸۹ء ۶۲ سال کی عمر میں وفات پا گئے۔

بھائی صاحب ہنس مکھ ملنسار مہمانواز مستحق افراد کا خیال کرنے والے تھے۔ آپ کی تدفین احمدیہ قبرستان کراچی میں ہوئی۔ آپ نے اپنے پیچھے بیوہ اور پانچ بیٹیاں دو بیٹے پوتے پوتی نواسے نواسیاں یادگار چھوڑے ہیں۔ بڑا بیٹا عزیزم طلٰہ مصطفٰے ساقی اسسٹنٹ مینیجر رائس ایکسپورٹ کارپوریشن کراچی ہے۔

احباب جماعت سے ان کے بلندی درجات کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

سردار عبدالقادر چنیوٹ

پتہ درکار ہے

- محترمہ آصفہ اسلام صاحبہ بنت چوہدری اسلم حیات صاحب۔ حافظ آباد ضلع گوجرانوالہ وصیت نمبر ۲۱۰۹۸۔ کے بارہ میں کسی کو معلوم ہو تو دفتر ہذا کو مطلع فرماویں۔

سیکرٹری مجلس کارپرداز ربوہ

Digitized By Khilafat Library Rabwah

احیاءِ کھاتہ جات دفتر اوّل

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی یہ ہدایت سب کو پہنچ چکی ہے کہ دفتر اوّل کے وہ چندہ دہندگان جن کے کھاتے بوجہ وفات بند ہوگئے تھے ان سب کا احیاء ۳۱ اکتوبر ۱۹۸۹ء تک بہر حال کیا جانا ہے۔ بدیں غرض متعلقہ کتابچہ اور انکی فہرست جن کے ورثاء رشتہ داروں سے ابھی تک رابطہ نہیں ہوسکا تمام جماعتوں کو بھجوائی جاچکی ہے۔اس پر حسب ذیل کارروائی کی جائے۔

- ۱۔ پتہ کیا جائے ان میں سے کون زندہ ہیں اور کون فوت ہوچکے ہیں۔
- ۲۔ جو زندہ ہیں اگر ان کا کھاتہ جاری نہیں تو کروایا جائے۔ اگر کسی اور شہر یا ملک جاچکے ہیں تو ان کا یا ان کے رشتہ داروں کے پتہ سے مرکز کو اطلاع کریں۔
- ۳۔ ہر ذریعہ سے فوت شدگان کے ورثاء/رشتہ داروں کو تلاش کیا جائے بدیں غرض

(i) تمام برانچز میں فہرستیں بھجوائی جائیں (ii) اعلانات کروائے جائیں

(iii) بیوت الذکر اور مراکز کے نوٹس بورڈ پر آویزاں کی جائیں۔

(iv) ملکی ہیڈکوارٹر، بڑے شہروں اور ریجنز میں بڑی عمر کے احباب پر مشتمل کمیٹیاں بنائی جائیں جو فہرست سے گزر کر ضروری اطلاع مہیا کریں۔

(v) کسی شخص کو اس کام کیلئے ذمہ دار قرار دیا جائے اور اس کے سپرد کریں

- ۴۔ جن کے ورثاء/رشتہ دار آپ کے ملک/شہر میں ہوں انہیں تحریک کی جائے کہ فوری طور پر فوت شدہ چندہ دہندہ کے کوائف سے اطلاع دیکر ان بزرگوں کا کھاتہ زندہ کروائیں۔
- ۵۔ جن کے ورثاء/رشتہ دار کسی اور ملک میں ہجرت کر گئے ہیں۔ انکے نئے مقامِ رہائش شہر ملک وغیرہ سے مرکز کو مطلع کریں۔

واضح ہو کہ (۱) بیرونِ پاکستان جو ہجرت کر گئے ہیں انکے بارہ میں وکالت مال اوّل کے علاوہ وکالت مال ثانی کو بھی اطلاع دی جائے۔ اور جو پاکستان میں ہیں انکی اطلاع وکالت مال اوّل کو ہی دی جائے۔

(ب) جن وفات شدگان کا تعلق بیرونِ پاکستان سے ہے ان کے بارہ میں بھی وکالتِ مال (ثانی) کو اطلاع دی جائے۔

وکیل المال (ثانی) تحریک جدید ربوہ

شرح چندہ الفضل برائے ممالک بیرون

	روزانہ پرچہ	ہفتہ وار پیکٹ (۶ پرچے)
امریکہ ۔ کینیڈا	۲۰۰۰/- روپے	۱۵۰۰/- روپے
برطانیہ ۔ جرمنی ۔ سویڈن ۔ کویت ۔ ایران بنگلہ دیش ۔ ڈنمارک ۔ جاپان ۔ زمبیا گیمبیا ۔	۱۷۰۰/- روپے	۱۴۰۰/- روپے
آسٹریلیا	۲۳۰۰/- روپے	۱۸۰۰/- روپے

(مینجر الفضل)

گناہ ایک زہر ہے اسے مت کھاؤ۔ خدا کی نافرمانی ایک گندی موت ہے اس سے بچو

(حضرت بانی سلسلہ احمدیہ)

بے بی ٹانک Baby Tonic قیمت ۸/-

بے بی گروتھ کورس BABY GROWTH COURSE ۲۵/-

چھوٹا قد کورس DWARFISHNESS COURSE ۱۰۰/-

باڈی بلڈنگ کورس BODY BUILDING COURSE ۴۵/-

تفصیلی لٹریچر ۳/- کے ڈاک ٹکٹ بھیج کر منگوائیں

کیور ٹو میڈیسن کمپنی رجسٹرڈ
گولبازار ربوہ
فون: سیلز آفس: ۷۷۱
کلینک: ۶۰۶
رہائش ڈاکٹر: ۶۰۷

خبریں

● بلوچستان اسمبلی کے سپیکر سردار محمد خان باروزئی نے اگلے مہینے کی پانچ تاریخ کو بلوچستان اسمبلی کا اجلاس طلب کر لیا ہے۔

● وزارت خارجہ کے ایک ترجمان نے کہا ہے کہ فرانس سے ایٹمی ری ایکٹر کی خریداری کے بارے میں بات چیت ہو رہی ہے۔ ترجمان نے کہا کہ فرانس سے سابقہ ایٹمی معاہدے کی خلاف ورزی کے عوض معاوضہ کی ادائیگی کا معاملہ جلد سے جلد طے کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ یاد رہے کہ فرانس نے معاہدہ طے پا جانے کے باوجود ری ایکٹر فراہم کرنے سے انکار کر دیا تھا۔

● صدر پاکستان نے پاکستان مسلم لیگ کے صدر ملک محمد قاسم کو وفاقی انٹی کرپشن کمیٹی کا چیئرمین اور سیاسی امور کے بارے میں وزیر اعظم کا مشیر مقرر کر دیا ہے۔

● بلوچستان کی صوبائی حکومت نے اسمبلی کی بحالی کے خلاف سپریم کورٹ میں اپیل نہ کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ بلوچستان کے ایڈووکیٹ جنرل نے اس غرض سے دائر کی جانے والی درخواست واپس لے لی ہے۔ وفاقی حکومت نے کہا ہے کہ وہ بھی کوئی اپیل نہیں کرے گی۔

● گلبرگ لاہور میں مقیم افغان رہنما مولانا فضل الرحمن مجددی گولی لگنے سے ہلاک ہوگئے۔ ان کو گولی لگنے کی تفاصیل کا پتہ نہیں چل سکا۔

● روس میں تاجکستان کے علاقے میں حالیہ زلزلے پر تبصرہ کرتے ہوئے بی بی سی نے کہا ہے کہ روسی رہنما

حضرت حکیم نظام جان کے
مشہور دواخانہ پر
حکیم عبدالحمید اعوان
ہر ماہ کی ۵-۶-۷ تاریخ کو اقصیٰ چوک نزد لیٹر بکس ربوہ میں حاضر ہوتے ہیں
خواتین کیلئے معائنہ کا مستقل طور پر انتظام ہے
مینجر: مشہور دواخانہ
نزد لیٹر بکس اقصیٰ چوک ربوہ

گورباچوف کو آسمانی آفات کے خلاف بھی جدوجہد کرنی ہوگی۔

● برطانیہ کے مسلمانوں نے گذشتہ روز سلمان رشدی کی متنازعہ کتاب کے خلاف مظاہرہ کیا اس کتاب کو لندن میں ایک تقریب میں ۲۰ ہزار پونڈ کا وائٹ بریڈ لٹریری ایوارڈ دیا جارہا ہے۔

● میزورام اور ناگالینڈ کے صوبوں میں بھارت کی حکمران کانگرس آئی کو اکثریت حاصل ہوگئی ہے۔

بقیہ ... الفرغانی

ملتا ہے۔ الفرغانی اور اس کے رفقاء نے انہی پیمانوں سے زمین کا محیط چھ ہزار آٹھ سو دو فرسخ معلوم کیا تھا جو چھبیس ہزار نو میل کے برابر ہوتے ہیں۔

بلا شبہ اس اخذ کردہ نتیجے میں بھی ۶ فی صد غلطی واضح طور پر نظر آتی ہے۔ لیکن اس زمانے کے آلات کے لحاظ سے یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ ہزاروں سال کی کوششوں کی ناکامی کے بعد پہلی مرتبہ الفرغانی جیسا مسلم سائنسدان زمین کا محیط معلوم کرنے کی کوشش میں اصل سے قریب پہنچا اور یہ اس کا بہت بڑا کارنامہ ہے۔

ہیئت پر اس نے ایک اہم کتاب بھی لکھی ہے جس کا نام "المدخل الی علم ہیئتہ الافلاک" ہے۔ متعدد زبانوں میں اس کے تراجم ہوئے۔ اس کتاب نے اہل مغرب کو بہت متاثر کیا اور وہ علم ہیئت کے مطالعے میں اس کو شمع راہ تصور کرتے رہے۔ قفطی نے ان تین مزید کتابوں کے نام بتائے ہیں۔ (۱) کتاب الفصول (۲) کتاب الاختیار المجسطی (۳) کتاب عمل الرخامات۔ (ماخوذ)

● فیصل آباد کے احباب مطلع ہوں

فیصل آباد میں روزنامہ الفضل کے ایجنٹ مکرم اصغر علی صاحب مقرر ہیں فیصل آباد کے احباب الفضل سے متعلقہ مسائل کے سلسلہ میں ان سے رجوع فرمائیں ان کا پتہ حسب ذیل ہے

"اصغر علی معرفت کریم میڈیکل ہال گول امین پور بازار فیصل آباد"

(مینجر)